۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ / 18 جولائی 2025ء

مثالی شخصیات

(اطاعتِ رسولِ کریم ﷺ واتباعِ اسلاف کی ترغیب اور آئیڈیل ازم (Idealism)
کے بڑھتے ہوئے منفی اثرات کی تخریب کے لیے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel | Follow our Account | Like our Page | Like our Page | Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ۔[الاحزاب 21:33]

ہر انسان کے ذہن پر ایک یا چند شخصیات کا اثر ہوتا ہے، انسان اُنھیں پسند کرتا ہے اور اُن جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اُردو میں ایسی شخصیات کو "مثالی" اور انگریزی میں "Ideal / آئیڈیل" یا "Role Model / رول ماڈل" کہا جاتا ہے۔

کسی شخصیت کو اپنے لیے نمونہ بنانا انسان کا فطری تقاضا ہے۔ مذہب، علاقے، بولی، قوم اور رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر ہر شخص کسی نہ کسی بندے سے متأثّر ہوتا ہے اور اُس کی پیروی کرتا ہے۔ بہت مرتبہ انسان عقل و شعور کی روشنی میں فیصلہ کر کے خود اپنے لیے مثالی شخصیت کا انتخاب کرتا ہے، جب کہ بعض اوقات انسان کی بے توجّہی میں کچھ افراد اُس کی سوچ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور غیر شُعوری طور پر اُس کے لیے آئیڈیل بن جاتے ہیں۔

اِس بات میں دو سری رائے کی گنجائش نہیں کہ جو شخصیات اِس قابل ہیں کہ شُعوری طور پر اُنھیں اپنے لیے نمونہ قرار دے کر اُن کی پیروی کی جائے اُن میں سب سے پہلا نام امام الانبیا ﷺ کا ہے۔ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کے بعد لائقِ اتباع شخصیات میں سرِ فہرست صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اُن کے بعد سرورِ عالَم ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر دُنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹنے والے بزرگانِ دین اُمّت کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

ہر شخص کو وقتاً فوقتاً اپنی پسندیدہ شخصیات کے حوالے سے غور کرتے رہنا چاہیے؛ کیونکہ بہت مرتبہ انسان میڈیا اور دیگر ذرائع کی وجہ سے ایسے لوگوں کو پسند کرنے لگتا ہے جو راہ نما بننے کے قابل نہیں ہوتے؛ کیونکہ وہ خود راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص خود سیدھے راستے پر نہیں وہ دوسروں کے لیے نمونہ کیسے بن سکتا ہے! اگر خدانخواستہ انسان بھٹکے ہوئے بندے کے پیچھے چل پڑے تو دُنیا و آخرت کی تباہی کا سخت خطرہ ہے اور یہ صورتِ حال ہم اپنے دَور میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ جس طرح انسان دوسروں سے سیکھتا ہے یوں ہی دوسرے بھی اُس سے سیکھتے ہیں۔ جیسے ہم کسی نہ کسی شخصیت سے متأثر ہو کر شعوری یا غیر شعوری طور پر اُس کی پیروی کرتے ہیں اِسی طرح کچھ دوسرے افراد بھی ہم سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور ہمیں دیکھ کر کئی کام کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ جہاں اِس پہلو سے اصلاح ضروری ہے کہ ہم کسی نااہل کو اپنا آئیڈیل نہ بنائیں وہاں اِس بات پر بھی توجّہ ضروری ہے کہ دوسرے ہم سے غلط کام نہ سیکھیں۔

اِسی تناظر میں اِطاعتِ رسولِ کریم ﷺ و اتباعِ اَسلاف کا شوق دلانے اور آئیڈیل اِزم (Idealism) کے بڑھتے ہوئے منفی اثرات کے سدِّباب کے لیے آج کے خطبہ میں "مثالی شخصیّات" کے عنوان سے چند باتوں کا تذکرہ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

مثالی شخصیّت کا انتخاب کیسے ہوتا ہے؟

ہمیں کس شخصیّت کو اپنا رول ماڈل بنانا چاہیے؟ اِس پہلو پر غور کرنے سے پہلے یہ جان لینا بھی فائدہ مند ہے کہ مثالی شخصیّت / آئیڈیل کے حوالے سے لوگ دو قسم کے ہیں:

1) ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو غیر شعوری طور پر کچھ شخصیّات سے متأثر ہو جاتے ہیں اور پھر اَن جانے میں وہ شخصیات اُن کی سوچ اور عملی زندگی پر اثر انداز ہونے لگتی ہیں۔ مثلاً:

i. کوئی شخص کھیل کا شوقین ہے تو وہ کھلاڑیوں کو پسند کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے پسندیدہ کھیل کے ماہرین سے اتنا متأثر ہو جاتا ہے کہ اَن جانے میں اُن جیسا بننے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔

ii. جو آدمی سیاست و حکمرانی کا دل دادہ ہے وہ قد آور سیاسی شخصیات کی باتوں اور اُن کے کردار پر غور کرنے لگتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے خبری میں سیاسی راہ نما ہی اُس کے لیے نمونہ بن جاتے ہیں۔

iii. بعض اوقات میڈیا کے ذریعے کچھ افراد کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ دیکھنے اور سننے والے اُس سے متأثر ہو کر اُسے اپنے لیے مثالی شخصیّت سمجھ بیٹھتے ہیں۔

یوں ہی تعلیمی سرگرمیوں، معاشرتی رویّوں اور خاندانی تربیت کا بھی آئیڈیل کے حوالے سے گہرا اثر ہوتا ہے۔

2) دوسری طرف کچھ لوگ شُعوری طور پر اپنے لیے مثالی شخصیّت کا انتخاب کرتے ہیں، یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص اِس قابل ہے کہ اُسے راہ نما بنایا جائے اور پھر اُس جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

شعوری طور پر کسی کو آئیڈیل بنانے کی بھی متعدد وجوہات ہوتی ہیں:

i. کبھی انسان مذہبی عقیدت و محبّت کی بنیاد پر کسی شخصیت کو آئیڈیل بناتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان جس مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ اُس مذہب میں معتبر شخصیات کو اپنا راہ نما قرار دیتا ہے۔

ii. بعض اوقات انسان اعلیٰ اقدار (Superior values/Noble values) کے سبب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، مثلاً کسی عالِم کی علمی وَجاہت، حق گو کی سچائی، باعمل شخص کی رُوحانیت اور عادل کے انصاف کی وجہ سے انسان اِنھیں اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ خود کو بھی اِن جیسا بنانے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

iii. کچھ نادان لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے شعوری طور پر دُنیاداروں، حتّٰی کہ غیر مسلموں کو بھی اپنے لیے رول ماڈل سمجھ بیٹھتے ہیں، پھر اپنی زندگی کو اُن کے مطابق بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اگر انسان نے شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی غیر مسلم یا بدکردار شخص کو اپنا آئیڈیل بنا لیا ہے تو وہ سخت خطرے میں ہے۔

کائنات کی سب سے بڑی مثالی شخصیّت... امام الانبیا ﷺ

ہمیں کس شخصیت کو اپنا آئیڈیل بنانا چاہیے؟ اِس کا جواب نہایت آسان ہے اور ہر مسلمان کو معلوم ہے، مگر یہ تلخ حقیقت ہے کہ ہم شعوری طور پر جس ہستی کو سب سے بڑی مثالی شخصیّت سمجھتے ہیں اُسے عملی طور پر اپنا آئیڈیل بنانے میں سُستی سے کام لیتے ہیں۔

کائنات میں سب سے بڑی مثالی شخصیّت سرکارِ دوعالَم ﷺ کی ہے... آپ ﷺ کا حُسن و جمال بھی سب سے بڑھ کر ہے، کردار بھی سب سے اعلیٰ ہے، اخلاق بھی عمدہ ترین ہیں اور انسانیت پر، خصوصًا مسلمانوں پر آپ کے احسانات بھی اِس قدر ہیں کہ مخلوق میں سے کسی اور کے اتنے احسانات نہیں۔ چنانچہ ہر انسان، خصوصًا ہر ایک مسلمان پر فرضِ اعظم ہے کہ وہ امام الانبیا ﷺ کو عملی طور پر اپنا آئیڈیل بنائے اور اپنی زندگی کو آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔

ارشادِ ربّانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

یعنی "بیشک تمہارے لیے رسول اللہ میں قابلِ تقلید اور حسین ترین نمونہ ہے، اُس شخص کے لیے جو اللہ (کی طرف سے ملنے والے ثواب) اور روزِ آخرت کی اُمّید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔" [الاحزاب 21:33]

عہدِ صحابہ سے دَورِ حاضر تک جس نے بھی ربِّ کریم کا قرب پایا ہے سرورِ عالَم ﷺ کی پیروی سے ہی پایا ہے۔ خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا: کسی وقت مَیں خواجہ اَجَلّ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا، نمازِ مغرب کا وقت ہوا، خواجہ شیرازی نے تازہ وُضو کیا، دورانِ وضو بھولے سے اُنگلیوں کا خِلال رہ گیا، غیب سے آواز آئی: اَجَلّ! دَعْوَائے دوستیِ مُحَمَّدِ مَا مِنْ کُنِیْ وَ اَزْ اُمّتِ اُوْ باشِیْ سُنّتِ اُوْ رَا تَرْکْ دَہِیْ! اَجَلّ! ہمارے محبوب ﷺ سے محبت کا دعوٰی کرتے ہو اور اُن کے اُمّتی ہو، پھر اُن کی سنت چھوڑ دی! چنانچہ خواجہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی کہ اب مرتے دم تک رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت نہیں چھوٹے گی۔[1]

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے مزید فرمایا: ایک روز مَیں نے خواجہ اجلّ شیرازی علیہ الرحمہ کو حد درجہ پریشان دیکھا، پوچھا: کیوں پریشان ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: اَزاں روز باز کہ اَز مَنْ خِلَالِ اَنْگُشْتاں فَوْتْ شُدَہ اَسْتْ دَرْ حَیْرَتَمْ کہ فَرْدَا اِیْں رُوئے خود را بر آں خواجۂ کائِنَاتْ چِگونَہْ خواہَمْ نَمُوْدْ۔ جس دن مُجھ سے (وضو کرتے ہوئے) انگلیوں کا خلال رہ گیا تھا، اُس دن سے پریشان ہوں کہ کل روزِ قیامت سرکارِ دوعالم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا! (دلیل العارفین، مجلس دوم، ص: 3، 4، مطبع منشی نول کشور)

---

[1] وَقْتے با خواجہ اَجَلّ شیرازی رحمہ اللّٰہ رَہْ یَکْ جَا بُوْدَمْ، وقتِ نمازِ شام بُوْدْ، خدمتِ خواجہ رحمہ اللّٰہ تجدیدِ وُضو مِیْ کَردہ، خلالِ اَنگشتاں از ایشاں سہوًا فراموش شد، ہاتفِ غیب آواز داد و در سرودے فرد خواندند کہ اَجَلّ! دَعْوَائے دوستیِ مُحَمَّدِ مَا مِیْ کُنِیْ وَ اَزْ اُمّتِ اُوْ باشِیْ سُنّتِ اُوْ رَا تَرْکْ دَہِیْ! بعد ازاں خواجہ اجلّ سوگند خورد کہ از اں روز باز کہ ندا شنیدم تا وقتِ موت سنتے از سنتہائے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم ترک نہ شد۔

بعدِ انبیا مثالی شخصیّات... صحابہ واہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد جو ہستیاں اِس لائق ہیں کہ اُنھیں آئیڈیل بنایا جائے وہ صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، اُنھوں نے کائنات کے سب سے بڑے راہ نما صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ تربیت حاصل کی اور عملی طور پر اُسے اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔

اِن حضرات کو بارگاہِ ربّ العزت میں ایسی قبولیت حاصل ہے کہ ربِّ کریم نے اُن کے ایمان کو کَسوٹی قرار دیتے ہوئے فرمایا: فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔۔۔ ”پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لے آئیں جیسا تم ایمان لائے ہو جب تو وہ ہدایت پاجائیں۔۔۔“[البقرۃ137:02]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تابعینِ کِرام کو اور اُن کے واسطے سے پوری اُمّت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُتَأَسِّيًا فَلْيَتَأَسَّ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی جس نے کسی کو آئیڈیل بنا کر اُس کی پیروی کرنی ہو وہ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو راہ نُما بنا کر اُن کی اقتدا کرے! پھر آپ نے اِس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

- فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَبَرَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قُلُوبًا۔۔۔ وفی روایۃ: كَانُوا خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبَرَّهَا قُلُوبًا۔[1] یعنی یقیناً صحابہ کرام پوری اُمّت سے افضل ہیں (جب اُمّتِ محمدیہ کی شان تمام اُمّتوں سے اعلیٰ ہے تو صحابہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام اُمّتوں سے افضل ہیں) اور اُن کے دل سب سے زیادہ نیک تھے (اُن کے دل ایمان، اخلاص اور معرفت وغیرہ عالی شان اوصاف سے لبریز ترین تھے)۔
- وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا۔ اُن کا علم سب سے زیادہ گہرائی والا تھا (وہ بیک وقت مختلف دینی علوم میں ماہر تر اور فہمِ دین میں برتر تھے)۔
- وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا۔ وہ سب سے زیادہ بے تکلُّف تھے (وہ علم و عمل اور باطنی احوال میں بناوٹ اور دِکھاوے سے پاکیزہ ترین تھے)۔
- وَأَقْوَمَهَا هَدْيًا وَأَحْسَنَهَا حَالًا۔ اُن کی سیرتیں عمدہ ترین اور اُن کے احوال حسین ترین تھے۔
- قَوْمًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُن خوش نصیب بزرگوں کو خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت و صحابیت کے لیے منتخب فرمایا۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایمان افروز نصیحت کا اختتام اِن حسین الفاظ پر کیا: فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ فِيْ آثَارِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔ یعنی تم تسلیم کرو کہ وہ ہر خیر میں پوری اُمّت سے افضل ہیں اور اُن کے نقوشِ قدم پر چلو؛ یقیناً وہ صراطِ مستقیم پر تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البرّ، ج:2، ص:947، رقم:1810، دار ابن الجوزی۔ مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:193۔ شرح السنۃ، ج:1، ص:214۔ وروی الإمامُ أحمدُ نحوَہٗ بسندٍ صحیحٍ، رقم:3600۔ ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح)

---

[1] معالم التنزیل [تفسیر بغوی]، زیرِ آیتِ یوسف:108:12

بعدِ صحابہ مثالی شخصیّات...بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم

قرآن وسنت میں ہمیں اطاعتِ رسولِ کریم ﷺ اور اتباعِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد جن شخصیات کو اپنا راہ نما بنانے کا حکم دیا گیا ہے وہ صدّیقین، شُہدا اور صالحین ہیں، جنھیں ہم اپنے الفاظ میں بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور علمائے حق کہتے ہیں۔

شریعت کی عملی تصویر اور تقوٰی کے پیکر صالحین ہی وہ انعام یافتہ بندے ہیں جن سے متعلق سورۂ فاتحہ میں ہمیں دُعا سکھائی گئی:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ o یعنی "اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا دے، اُن لوگوں کے راستے پر جن پہ تیرا اِنعام واحسان ہے، اُن کے راستے پر نہ چلانا جن پہ تیرا غضب (اُن سے تُو ناراض) ہے اور نہ ہی اُن کے راستے پر جو بھٹکے ہوئے ہیں۔" [الفاتحہ 1:6،7]

آیاتِ کریمہ سے متعلق ایک حسین نکتے پر غور کیجیے! صراطِ مستقیم کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے، مگر خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے صراطِ مستقیم کی پہچان کروانے کے لیے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ قرآن وسنت کا راستہ ہے"؛ کیونکہ بعد میں آنے والے گمراہوں اور فتنہ پروروں نے اپنی گمراہی کو بھی قرآن وسنت کا راستہ ہی کہنا تھا... تو سادہ لوح مسلمانوں کے لیے صراطِ مستقیم کی پہچان مشکل ہو جاتی۔ باری تعالٰی نے صراطِ مستقیم کی پہچان کروائی: "انعام یافتہ بندوں کا راستہ"۔ اب قیامت تک کے لیے بات بالکل واضح ہے، کسی بھی دَور میں اگر یہ جاننا ہو کہ صراطِ مستقیم پر کون ہے؟ عقائد کس کے درست ہیں؟ فقہی مسائل میں کس کا راستہ صحیح ہے؟ تو صالحین / بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور علمائے حق کی سیرتوں کا مطالعہ کر لیں! اِنہی کو آئیڈیل / راہ نما بنانے کا حکم ہے اور انہی کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔

انسان کسی شخص کو اپنا آئیڈیل بنالے، پھر وہ راہ نما کسی موقع پر شیطان کے ہتھے چڑھ جائے تو اُس کا پیروکار بھی بھٹک جائے گا۔ صالحین کو رول ماڈل بنانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اُنھیں شیطانی چالوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اِن کے بارے میں شیطان نے خود کہا تھا: فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ o اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ یعنی "اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم میں ضرور اُن سب کو گمراہ کر دوں گا، سوائے تیرے اُن بندوں کے جنہیں تُو نے چُن لیا ہے۔" [ص 38:82،83]

علمائے حق کو راہ نما بنانا کتنا ضروری ہے؟ اِس کا اندازہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے کیجیے! آقا کریم ﷺ نے فرمایا: أُغْدُ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُحِبًّا وَّلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ۔ یعنی "اگر کامیابی چاہتے ہو تو عالمِ دین بنو یا طالبِ علم بنو یا اہلِ علم کی گفتگو سننے والے ہو جاؤ یا اُن سے محبّت کرو! پانچویں شخص (اہلِ علم سے نفرت کرنے والے) نہ ہونا، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔"

(المعجم الصغیر للطبرانی، ج:2، ص:63، حدیث:786۔ مسند البزار:3626۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد [122/1، رقم:495]: رِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ)

اَسلاف سے متعلق تفریط: بزرگانِ دین کو آئیڈیل بنانے کے حوالے سے لوگوں کی بڑی تعداد اِفراط و تفریط کا شکار ہے۔ بدنصیب گمراہ لوگ اکابر سے متنفّر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اِس قسم کے جملے بولتے ہیں: ''ہمیں بابوں کی کوئی پرواہ نہیں، ہم قرآن وحدیث پر عمل کریں گے''... یعنی اُنھوں نے قرآن وحدیث سے جو کچھ غلط سلط سمجھا ہے اُسے ترجیح دیتے ہیں اور اکابرِ دین نے قرآن وحدیث کی جو تشریحات کی ہیں اُنھیں ''بابوں کی باتیں'' کہہ کر لوگوں کا تعلق بزرگانِ دین سے توڑنا چاہتے ہیں۔

ہمیں اِن فتنہ پروَروں سے دُور رہنا چاہیے۔ قرآنِ کریم ہمیں اِنعام یافتہ بندوں کی پیروی کا حکم دیتا ہے اور تعلیم فرماتا ہے کہ اُن کے راستے پر چلنے کی دُعائیں مانگیں... اور یہ نالائق اُن سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں!

اَسلاف سے متعلق اِفراط: دوسری طرف کچھ کم فہم ایسے بھی ہیں جن کا عقیدہ تو اچھا ہے، مگر وہ جَہالت کی وجہ سے بزرگوں کے نام پر حد سے تجاوُز کرتے ہیں۔ اِنھوں نے تصوّف وطریقت کے نام پر شریعت کے خلاف مختلف اُلٹے سیدھے کام ایجاد کر رکھے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ کام خدا تک رسائی کا ذریعہ ہیں، حالانکہ قرآنِ کریم ہمیں ربِّ ذوالجلال کا قُرب حاصل کرنے کے لیے طریقہ بتاتا ہے: اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ ''بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے۔''[ھود 11:56](جو اُس کا قرب چاہتا ہے وہ شریعت پر چلے)

قرآنِ کریم نے اولیائے کرام کے لیے ''صالحین'' کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی وہ نیک، شریعت کے پابند اور تقوٰی وطہارت کے خوگر ہوتے ہیں... تو خلافِ شریعت کاموں کو اُن کا طریقہ قرار دینا کتنی بڑی جہالت ہے!

اَسلاف کے نام پر مُنافَرَت: بعض جذباتی لوگ خوش عقیدہ بھی ہیں، علم ودانش سے بھی مزیّن ہیں، اولیائے کرام سے نسبت کا اعزاز بھی رکھتے ہیں، مگر اپنے بزرگوں کی محبّت میں جذبات سے مغلوب ہو کر دیگر اکابر سے متعلق نامناسب باتیں کہہ دیتے ہیں، یعنی اپنے بزرگوں کا ادب کرتے ہیں، مگر دیگر اکابر کی تعظیم کا دامن اُن کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ یہ رویہ بھی ہرگز درست نہیں۔ جب اکابر کی تعظیم اِس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے پیارے بندے ہیں تو پھر اللہ کریم کے سارے پیاروں کا احترام کرنا چاہیے۔

سیال شریف تاج دارِ گولڑہ عالمِ ربّانی پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کا پیر خانہ ہے۔ سیال شریف کے سجادہ نشین خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ حقیقی معنوں میں ''شیخ الاسلام'' تھے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت چشتی نظامی تونسوی ہے، جب کہ اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا سلسلۂ طریقت قادری مارَہروی ہے۔ کسی شخص نے شیخ الاسلام سے اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہما کے مسلک سے متعلق پوچھا۔ شیخ الاسلام بلامبالغہ بہت بڑے عالم اور لاکھوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا مرکز ہیں، اِس کے باوجود آپ نے عاجزی سے لبریز ایسا جواب دیا جس میں دیگر بزرگوں کی تعظیم کا بہترین سبق ہے۔ فرمایا: مَیں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں؛ کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشقِ رسول ﷺ پر ہے اور عشق کی بنیاد ادب پر ہے۔ مولانا بریلوی کو ذاتِ رسول ﷺ سے بے پناہ عشق تھا۔

(ایک سو سال بعد [ضمیمہ مرآۃ العاشقین]، ص:301، سیرت فاؤنڈیشن۔ فوز المقال فی خلفاءِ پیر سیال، ج:4، ص:446، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ)

دوسروں کے لیے مثالی شخصیّت بننے کی اہمیّت

قرآنِ کریم تربیت فرماتا ہے کہ ہمیں اپنا کردار اتنا عمدہ اور اخلاق اتنے عالی شان بنانے چاہییں کہ دوسرے لوگ... فقط عوام ہی نہیں، خواص بھی... ہمیں اپنے لیے مثالی شخصیّت / آئیڈیل سمجھیں۔

خالقِ کائنات نے اپنے پیارے بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ بھی ذکر فرمایا کہ وہ اپنے ربِّ کریم کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ "اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما (ہمیں ایسی نیک بیویاں اور صالح اولاد عطا فرما کہ اُن کے اچھے اعمال دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل خوش ہو) اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنادے (ہمیں ایسا متّقی اور عبادت گزار بنادے کہ ہم پرہیز گاروں کے لیے آئیڈیل بننے کے قابل ہوں)!" [الفرقان 74:25]

ہماری حالتِ زار: ہمیں کیسا ہونا چاہیے؟ یہ آیتِ قرآنیہ کی روشنی میں ذکر ہو چکا... اور ہم کیسے ہیں؟ اِس کا جواب ہمیں اپنے ضمیر سے پوچھنا چاہیے۔

کئی لوگ خود کو یہ کہہ کر تسلّی دیں گے کہ مَیں تو عام آدمی ہوں، کوئی راہ نما اور رول ماڈل تھوڑا ہی ہوں، میرا کردار اچھا نہ بھی ہوا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ تصوُّر فقط دل کو بہلانے والی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہم دوسروں سے سیکھتے ہیں اور اَن جانے میں بھی دوسروں کی باتیں ہم پر اثر انداز ہوتی ہیں، یوں ہی دوسرے بھی ہم سے سیکھتے ہیں اور ہم نہ چاہیں تو بھی ہماری باتیں دوسروں کے دل و دِماغ پر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ خصوصًا ہمارے بچے، گھر کے دیگر افراد، ماتحت عملہ اور کام کاج کے ساتھی ہم سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ اب اگر ہم دین کے پابند ہیں تو بلاشبہ یہ برکات دوسروں تک بھی پہنچا رہے ہیں، لیکن اگر خدانخواستہ ہم بد اخلاق، جھوٹ بولنے والے، دھوکا دینے والے یا دیگر برے کاموں کے عادی ہیں تو غیر شعوری طور پر یہ گناہ ہمارے ذریعے ہمارے متعلقین تک بھی پہنچ رہے ہیں۔

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❖ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔ یعنی "جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اُسے اپنے کارِ خیر کا بھی اجر عطا ہو گا اور (قیامت تک) اُس پر عمل کرنے والوں کے برابر بھی ثواب دیا جائے گا، جب کہ عمل کرنے والوں کے انعام سے کوئی کمی نہیں ہو گی۔"

❖ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ یعنی "اور جس نے اسلام میں برے کام کی ابتدا کی اُسے اپنے عملِ بد کا بھی گناہ ہو گا اور (قیامت تک) اُس پر چلنے والوں کے برابر بھی گناہ ملے گا، جب کہ عمل کرنے والوں کا گناہ کم نہیں ہو گا۔" (صحیح مسلم، حدیث: 1017)

حرفِ آخر: مثالی شخصیّات کے حیات پر اثرات

انسان کا تعلّق خواہ کسی بھی قوم سے ہو، کوئی بھی بولی بولتا ہو، کسی بھی خطے سے تعلق رکھتا ہو اور کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو... بہر حال وہ اپنی زندگی میں کسی نہ کسی شخصیت سے متأثر ہوتا ہے اور اُس کی پیروی کرتا ہے۔ یہ انسان کا فطری تقاضا ہے۔

مثالی شخصیّت / Ideal کے حوالے سے لوگوں کے حالات مختلف ہیں:

❖ نہایت خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے اور اُنھیں امام الانبیا ﷺ اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والے اکابر کو اپنا آئیڈیل بنانے کی توفیق سے نوازتا ہے۔ یہ حضرات خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

❖ اور بہت خسارے میں ہیں وہ افراد جو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کسی کافر یا گمراہ یا نافرمان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور اُسے اپنے لیے نمونہ سمجھ کر اُس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اِنھیں فوری طور پر اپنی اصلاح کرنی چاہیے؛ کیونکہ اِس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

رول ماڈل کے حوالے سے ہمیں جس قدر زیادہ حسّاس ہونا چاہیے، ہم اُتنے ہی زیادہ لاپرواہ ہیں؛ خصوصًا اِس حوالے سے نسلِ نَو کی ترجیحات بہت بھیانک ہیں اور اِس روِش کے نتائج ہم اپنے معاشرے میں دیکھ رہے ہیں۔

آج قرآن وسنت کی روشنی میں مثالی شخصیات سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⟸ انسان کبھی تو عقل وشعور کی بنیاد پر فیصلہ کر کے اپنے لیے مثالی شخصیت کا انتخاب کرتا ہے، مگر بہت مرتبہ اَن جانے میں بھی کچھ افراد سے متأثّر ہو جاتا ہے اور غیر شعوری طور پر اُن کی پیروی کرنے لگتا ہے؛ لہٰذا ہمیں اپنی پسندیدہ شخصیات کے حوالے سے ضرور غور کرتے رہنا چاہیے، اگر محسوس ہو کہ ہم کسی بھٹکے ہوئے سے متأثر ہو رہے ہیں تو فوری طور پر اپنی اصلاح کرنا بے حد ضروری ہے۔

⟸ ہمارے لیے سب سے بڑی مثالی شخصیّت وہ ہستی ہے جس کے سرِ انور پر ربِّ کریم نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کی امامت کا تاج سجایا ہے، صلّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم۔ آپ ﷺ کی پیروی کرنا فرضِ اعظم بھی ہے اور دارَین کی سعادت بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کا اُمّتی بنا کر احسانِ عظیم فرمایا ہے، اب اگر ہم آپ کی اِطاعت کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنے لیے رول ماڈل بنائیں تو یہ بہت بڑی نالائقی ہے۔

⟸ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عِظام علیہم الرضوان کی سیرتیں بہترین نمونہ ہیں۔ اُن کے بعد صالحین، یعنی اولیائے کرام اور علمائے حق رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کرنا ذریعۂ سعادت ہے۔

⟸ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ قرآن وسنت کا راستہ ہی بزرگانِ دین کا راستہ ہے اور قرآن وسنت کی بہترین تشریح وہی ہے جو بزرگانِ دین نے کی ہے۔ قرآن وحدیث کے نام پر اکابر سے دُور کرنے والے گمراہوں سے دُور رہنا بھی ضروری ہے اور اکابر کے نام پر شریعت کو چھوڑنے والے جاہلوں کی اِصلاح بھی لازم ہے۔

⟸ ہمیں اپنے ماتحت افراد اور اہل وعِیال، خصوصًا اپنے چھوٹوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کہ وہ کیسے افراد سے متأثر ہیں! اگر معلوم ہو کہ اُن کی توجہ ایسے افراد کی طرف ہے جو آئیڈیل بننے کے قابل نہیں تو فوری طور پر اُن کی تربیت کرنا بے حد ضروری ہے، ورنہ انجام نہایت خطرناک ہو سکتا ہے۔

⟸ جس طرح اپنے لیے آئیڈیل کا انتخاب کرنے میں احتیاط لازم ہے، یوں ہی دوسروں کے لیے رول ماڈل بننے میں بھی محتاط رہنا ضروری ہے۔ ہم نہ بھی چاہیں تو دوسرے لوگ ہماری باتوں اور ہمارے کاموں کا کچھ نہ کچھ اثر لیتے ہیں۔

اگر ہمارے کردار کا اثر اچھا ہے تو شکر ادا کرنا چاہیے، اِس کے ذریعے ہمارے مرنے کے بعد بھی نیکیوں میں اِضافہ ہوتا رہے گا... لیکن اگر خدانخواستہ ہم دوسروں کے لیے اچھا رول ماڈل نہیں ہیں تو ڈرنا چاہیے اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس کی وجہ سے ہماری موت کے بعد بھی نامۂ اعمال میں گناہ لکھے جاتے رہیں۔

آخر میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اگر ہم غور کریں کہ آج تک پوری زندگی میں ہم نے سیرتِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے متعلق کتنی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے؟ خلفائے راشدین اور دیگر اصحاب واہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے کون کون سی کتابیں پڑھی ہیں؟ بزرگانِ دین کی سیرتوں کو جاننے کے لیے کتنی ورق گردانی کی ہے؟ تو اِن سوالات کے جوابات تلخ ہوں گے، مگر رحمتِ الٰہی سے اُمّید ہے کہ اِس خود احتسابی کے ذریعے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق نصیب ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اِس موضوع سے متعلق آئندہ خطبۂ جمعہ میں مزید کلام کیا جائے گا۔

شرعی مسئلہ: بلاوجہ مَرد وعورت کا اپنے غیر محرم کے ساتھ رابطہ رکھنا جائز نہیں، خواہ آمنے سامنے ہو یا کال کے ذریعے یا تحریری پیغام کے ذریعے۔ تاہم کوئی ایسی حاجت ہو جسے شریعت قابلِ قبول قرار دیتی ہے... مثلاً ڈاکٹر سے علاج کروانا ہو یا کوئی دینی مسئلہ پوچھنا ہو وغیرہ... تو ضرورت کے مطابق رابطہ کیا جا سکتا ہے، مگر اِس میں بھی پردے کا اہتمام، سنجیدہ گفتگو، ہنسی مزاح سے اجتناب کرنا اور غیر محرم کے ساتھ آنکھیں دوچار کرنے سے بچنا ضروری ہے۔ نرم لہجہ اور فتنے کا باعث بننے والا انداز اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امام الانبیا ﷺ کے صدقے میں دونوں جہان کی بھلائیوں سے نوازے اور ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے!

مالکِ لم یزل جلّ مجدہٗ اہلِ غزّہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرَسی فرمائے!

مالکِ کریم حالیہ مون سون بارشوں کو اہلِ پاکستان کے لیے باعثِ رحمت فرمائے اور ممکن خطرات سے اپنی حفاظت عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ وفساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! اور وطنِ عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے! آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!